OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
ISSN (Online): 2791-0067
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

تفسیر المحرر الوجیز اور تفسیر أبی السعود میں مباحث سیرت: اصول و مناہج کا تقابلی مطالعہ

Seerah Contents in Tafseer Al-Muharrer-al-Wajīz and Tafseer Abi-al-Saůd: A Comparative Study of Its Methods and Principles

Hafiz Muhammad Aftab Khan
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad

Dr. Riaz Ahmad Saeed
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad
drriazsaeed@gmail.com

Abstract

The role of Seerah-e-Tayyaba is very important to understand and explain the Holy Quran. One of the major source of the Seerah of the prophet (pbuh) is the Quran because the biography of the Holy Prophet is a commentry of the Holy Quran itself. In view of this importance, the commentators of the Quran have been also used Seerah as an inference during their commentary discussions. Therefore a comparative study of seerah will be conducted in two authoritative and renowned commentaries "Tafseer Al- Muharrar al-Wajīz and Tafseer Abi-al-Saùd". In fcat the under investigation study these commentaries are characterized and coverd the various topics of the biography of the Holy Prophet (pbuh). During capmaprson of the Principles and methods of the Contents of Seerah mentioned in the two commentaries its asasumed that both of the commentaries contain valuable research material in the context. Discussions in Tafseer Abi-al-Saud are described in more detail then Tafseer Al-Muharrer al-Wajeez Ihere Ibn-e-'Atiyah usually discusses the events of Seerah under the appliance of revelation while Abi al-Saůd tries to explain the content of Seerah through Quranic context along with the causes of revelation. The study will adobt a comparative and analytical resech method to reach the conclusion of the study. The comparative study of the principles and methods of Seerah contents in the light of these two commentaries will help to present the discussion of Seerah in an authentic amdmodertae style.

Keywords: *Tafseer Al-Muharrer-al-wajīz, Abi-al-Saùd, Seerah contents, principles, Methods, biography, Capmaparison.*

CC BY

تمہید

قرآن مجید اور سیرت طیبہ بنی نوع انسانیت کے لئے تمام عصور و اعصود میں رشد و ہدایت کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو شارح قرآن اور اس کی عملی تصویر کے منصب جلیل پر فائز فرمایا ہے اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کی شان کے حوالہ سے ''فان خلق نبی اللہ کان القرآن'' (بے شک اللہ کے رسول کا اخلاق قرآن مجید تھا۔) کے کلماتِ تحسین مروی ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت مبارکہ اپنی جامعیت کے لحاظ سے عالم گیر اور تا قیامت قابلِ عمل سیرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ السلام کے طرز زیست کو ''اسوہ حسنہ'' کے مبارک کلام سے موسوم فرمایا ہے اور حقیقی و دائمی سعاد تمندی کا راز بھی رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل ہونے میں مضمر ہے۔

چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا مصدر قرآن مجید ہے اور ہر دور میں قرآن مجید کے صحیح فہم کے لئے عصری تقاضوں کے پیش نظر مفسرین نے تفاسیر تالیف فرمائیں اور انہوں نے دوران تفسیر مباحث سیرت پر بھی سیر حاصل کلام فرمایا ہے جس میں مستند اور غیر مستند دونوں طرح کا مواد نقل ہو گیا ہے اس لئے مباحث سیرت کا مطالعہ تفاسیر کی روشنی میں انتہائی اہم ہے اس سے جہاں قرآنی سیرت سے آگاہی نصیب ہوتی ہے وہاں اس کی استنادی حیثیت پر بھی بحث کرنے کا موقع میسر آتا ہے اسی تناظر میں ''**تفسیر المحرر الوجیز اور تفسیر أبي السعود میں مباحث سیرت کے اصول و مناہج**'' کا تقابلی مطالعہ کیا جائے گا۔

اصول و مناہج کے مطالعہ سے تفاسیر کے مقام و مرتبہ کا تعین بخوبی ہو جاتا ہے۔ معروف مفسرین ابن عطیہ اور قاضی ابوالسعود دونوں نے جمہور مفسرین کے اصول و مناہج کو مد نظر رکھا ہے۔ تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القران بالحدیث، تفسیر القرآن بأقوال الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تفسیر القرآن بأقوال التابعین رحمۃ اللہ علیہم قرآن مجید کی تفسیر کے یہ بہترین اصول ہیں اس میں احتیاط اس امر کی ضروری ہے کہ غیر مستند اور غیر ضروری مواد نقل نہ ہونے پائے اسی طرح قرآن مجید کی صحیح تفسیر کے لئے جن علوم کا جاننا ضروری ہے مثلاً لغت، قراءات، اسباب نزول اور ناسخ و منسوخ وغیرہ، ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب کوئی مفسر قرآن مجید کی روح اور منشاء کے مطابق قرآن کی تفسیر کرتا ہے تو وہ انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کا باعث بنتی ہے۔ ابن عطیہ اور قاضی ابوالسعود دونوں مباحث سیرت کے ضمن میں ان مذکورہ امور کا لحاظ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تفسیر المحرر الوجیز میں مباحث سیرت کے اصول و مناہج میں روایتی پہلو کو جب تفسیر أبي السعود میں درایتی پہلو کو تقدم حاصل ہے۔ تفسیر أبي السعود چونکہ تفسیر بالرائے ہے اس کے باوجود اس میں درایت کے ساتھ ساتھ روایات بھی کثیر تعداد میں منقول ہیں۔ اس لئے یہ تحقیق اس لحاظ سے انتہائی مفید ہے کہ جب دو مستند اور متداول تفاسیر میں مذکور مباحث سیرت کے

اصول و مناہج کا تقابلی مطالعہ کیا جائے گا تو ان کا تجزیہ اور استنادی حیثیت احسن انداز میں منصہ شہود پر آئے گی اور ان سے استفادہ کرنے میں آسانی رہے گی۔

تفسیر المحرر الوجیز میں مباحث سیرت کے اصول و مناہج

ابن عطیہ الاندلسی نابغہ روزگار اور مختلف علوم وفنون میں یکتائے زمانہ شخصیت تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور ادب کے میادین میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے آپ کا اسم گرامی "ابو محمد عبد الحق بن غالب" (1) تھا۔

آپ کی تاریخ ولادت صحیح قول کے مطابق 480 ہجری ہے (2) اور آپ کا مقام ولادت غرناطہ (3) ہے اور آپ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے (4)۔ اندلس کے مختلف شہروں میں اپنے زمانے کے اجل علماء سے علمی استفادہ کیا (5)۔آپ کا فقہی مذہب مالکی تھا (6)۔ 529ھ کو "المریۃ (7) " میں منصب قضا پر بھی فائز ہوئے۔ علمی تنوع کے باعث ہمہ جہت شخصیت تھے مگر شہرت کا سبب تفسیر المحرر الوجیز بنی۔ اکثر ائمہ کے بقول آپ کا انتقال پر ملال 541ھ کو "لورقہ (8) " کے مقام پر ہوا (9)۔ علماء نے آپ کو "قدوۃ المفسرین" اور "الامام الکبیر" کے القابات جلیلہ سے ملقب فرمایا (10)۔آپ کی تفسیر روایت و درایت کے اصولوں کے تحت ایک جامع اور عمدہ ترین تفسیر ہے بقول ابن خلدون "تفاسیر بالماثورہ میں صحت کے قریب یہی تفسیر ہے جو اہل مغرب اور اندلس کے ہاں مشہور و متداول ہے (11)۔ ابن عطیہ کو مختلف اقوال کے مابین تطبیق، تجزیہ، نقد و جرح کرنے اور استنباط و استدلال کا خوب ملکہ حاصل تھا۔آپ نے دوران تفسیر سب سے زیادہ اعتماد تفسیر طبری پر کیا اور جہاں ضرورت محسوس کی وہاں امام طبری سے علمی مناقشہ بھی کیا تفسیر المحرر الوجیز نے مابعد تفاسیر پر بھی گہرے اثرات مرتب فرمائے جن میں سر فہرست **"الجامع لأحكام القرآن للقرطبی"** ہے اور **"تفسیر ثعالبی"** تو در حقیقت تفسیر المحرر الوجیز کا اختصار ہے خلاصہ بحث یہ ہے کہ آپ کی تفسیر ذخیرہ کتب تفاسیر میں اپنے علمی مقام و مرتبہ کی بدولت ممتاز و منفرد مقام رکھتی ہے۔

ابن عطیہ الاندلسی نے دوران تفسیر روایت و درایت کے اصولوں کو پیش نظر رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ آیات مقدسہ جن کے تحت مباحث سیرت کو رقم فرمایا ہے وہاں مذکورہ اصول و مناہج کو ہی مد نظر رکھا ہے۔ ذیل میں ابن عطیہ کے مباحث سیرت کے اصول و مناہج پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

1۔ تفسیر القرآن بالقرآن

قرآن مجید کی تفسیر کا مستند اور اعلیٰ ترین یہی اصول ہے جب قرآن مجید کی کسی آیت یا لفظ کی تفسیر و تشریح کسی دوسری آیت یا لفظ سے کی جاتی ہے ابن عطیہ الاندلسی کی تفسیر میں اس اصول و منہج کا احسن انداز میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جیسے عالم آب و گل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا ذکر جمیل اس آیت مقدسہ میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: {

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ}[12] ترجمہ: جس طرح ہم نے تم میں تم ہی سے رسول بھیجا

اس آیت کی تفسیر میں ابن عطیہ ایک دوسری آیت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اجابة لدعوته فی قوله{رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ[13]}"[14]

یہ آپ کی اس دعا کی اجابت ہے کہ اے ہمارے رب ان میں انہی میں سے رسول بھیج

ابن عطیہ نے تفسیر کرتے وقت دوسری وہ آیت پیش کی ہے جس میں آپ علیہ السلام کی بعثت کی بشارت ہے۔ ابو حیان الاندلسی نے بھی یہی بحث کی ہے[15]۔ اسی طرح ایک اور مقام پر آپ اسی منہج کو اپناتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے: {قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ}[16]

ترجمہ: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمادیں کہ اگر تم اللہ کی محبت کے دعویدار ہو تو پس میری پیروی کرو

یہ کس جماعت کا موقف تھا کہ جس کے تناظر میں اللہ تعالیٰ نے یہ کلام فرمایا اس کی توضیح میں ابن عطیہ رقم طراز ہیں:

"ویحتمل أن تکون الآیة عامة لاهل الکتاب الیهود والنصاریٰ لانهم کانوا یدعون أنهم یحبون الله ویحبهم"[17]

یہ آیت احتمال رکھتی ہے کہ اس سے بالعموم یہود و نصاریٰ مراد ہوں کیوں کہ وہ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اور وہ ان سے محبت کرتا ہے اور پھر ابن عطیہ بطور استدلال یہ آیت پیش کرتے ہیں: { نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ[18]}[19]

ترجمہ: ہم اللہ کے بیٹے (معاذ اللہ) اور اس کے محبوب ہیں

اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو کہا جا رہا ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت کے دعویدار ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کرو ورنہ تمہارے دعوی محبت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ابن عطیہ کا یہ عمل اس امر کا غماز ہے کہ آپ مباحث سیرت کے ضمن میں تفسیر کرتے وقت تفسیر القرآن بالقرآن کو ترجیحی بنیادوں پر پیش نظر رکھتے ہیں اور آپ کا یہی منہج تفسیر کے دیگر کئی مقامات پر سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے[20]

مذکورہ بحث سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ابن عطیہ تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول و منہج کو دوران تفسیر خوب اپناتے ہیں اور آپ کی یہ کاوش تفسیر کو ممتاز و منفرد مقام کا حامل بناتی ہے۔

2۔ تفسیر القرآن بالحدیث

قرآن مجید کی تفسیر کا ایک مستند ماخذ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ابن عطیہ نے دوران تفسیر حدیث سے بھرپور استفادہ کیا ہے احادیث کو نقل کرتے وقت کتب صحاح پر بھی اعتماد ہے۔ احادیث کو اکثر اوقات بلا حوالہ اور

بلا تخریج ذکر کرتے ہیں۔ بسا اوقات تخریج بھی کرتے ہیں اور اس پر حکم بھی لگاتے ہیں۔ صحیح روایات کو نقل کرنے کے التزام کے باوجود ضعیف اور قدرے موضوع روایات بھی آپ کی تفسیر میں مذکور ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: {اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا(21)}

ترجمہ: تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے اور ایمان والے ہیں

کے تحت ابن عطیہ نے جو سبب نزول نقل فرمایا ہے(22) کے بارے میں ابن تیمیہ تحریر کرتے ہیں:

"أنه موضوع باتفاق أهل العلم (23)

ترجمہ: اہل علم کا اس (واقعہ) کا موضوع ہونے پر اتفاق ہے۔

ابن عطیہ اس کو نقل کرنے کے بعد کوئی واضح حکم لگانے کے بجائے صرف یہ کہا ہے "وفی هذا القول نظر"(24) یہ قول محل نظر ہے۔ علاوہ ازیں جابجا صحیح روایات کو اس انداز میں زیر بحث لائے ہیں جیسے اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

"ففی الصحيح عنه اللهم ان ابراهيم حرم مكة انی حرمت المدينة"(25)

صحیح میں آپ علیہ السلام کا یہ قول مروی ہے کہ بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا بنایا ہے اور بے شک میں نے مدینہ کو حرمت والا بنایا ہے۔ اس روایت کا جو دوسری روایت سے تعارض واقع ہوتا ہے جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا "جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو تخلیق کیا اس دن شہر مکہ کو حرمت والا بنایا(26)۔ ابن عطیہ تعارض کو رفع کرتے ہوئے تطبیق کا قول کرتے ہیں "کہ اس کا حرمت والا ہونا حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے ہی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی تجدید فرمائی اور لوگوں تک اللہ کا حکم پہنچایا"(27)۔ ابن عطیہ ایک مقام پر ماخذ حدیث اور اس کے درجہ پر تبصرہ یوں کرتے ہیں "وان كان صحيح مسلم فهر خبر آحاد ثم ورد بالخبر التواتر"(28) ابن عطیہ جب مختلف ماخذ سے حدیث لیں تو ان پر بحث اس منہج کے تحت کرتے ہیں۔ "والحديث الاول فی صحيح البخاری"(29)

حدیث اول صحیح بخاری میں ہے علاوہ ازیں ماخذ پر تبصرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"أن فی صحيح البخاری و مسلم"(30) "و هو مروی فی البخاری و مسلم"(31) "و فی كتاب التفسير من صحيح البخاری"(32) "وفی هذا المعنی احاديث صحاح"(33) "هی مشهورة فی الكتب الصحاح"(34)

مذکورہ بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آپ کی تفسیر میں صحیح روایات کا کافی حصہ مذکور ہے اور جس کا اظہار مختلف مقامات کے مطالعہ سے مزید عیاں ہوتا ہے(35) سب سے زیادہ روایات آپ نے تفسیر طبری سے لی ہیں عمومی طور پر تقریباً تین سو چالیس (340) سے زائد مقامات پر امام طبری کے حوالے سے بات کی جس کے لئے عموماً یہ منہج اختیار کیا "رجحه

الطبری'' اور ''ضعفہ الطبری'' امام طبری کا بعض مقامات پر علمی مناقشہ بھی کیا ہے وہ روایات جن کے ضمن میں سیرت پر بحث کی ہے کتب احادیث اور تفسیر طبری کے علاوہ مصادر سیرت سے بھی مواد نقل کیا ہے اور اس ضمن میں سب سے زیادہ سیرت ابن اسحٰق سے استفادہ کیا تقریباً ستر (70) سے زائد مقامات پر ابن اسحٰق کا حوالہ اس منہج کے تحت دیا ہے

''الذی فی سیرۃ ابن اسحٰق'' و الصحیح من القول وھو الذی فی سیرۃ ابن اسحٰق'' مانص ابن اسحٰق فی سیرہ'' و أسند الطبری عن ابن اسحٰق'' فی سیرۃ لابن اسحٰق''(36)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ کی تفسیر میں مباحث سیرت کے تحت احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیمتی خزانہ موجود ہے جس میں بعض مقامات پر آپ نے محدثین کے اسلوب کے پیش نظر ماخذ کا تذکرہ اور اس پر حکم بھی لگایا ہے مگر اس کے علاوہ کئی مقامات پر بلا حوالہ حدیث نقل کی ہے اور صحیح روایات کے ساتھ ضعیف روایات کا کافی حصہ آپ کی تفسیر میں مذکور ہے اس حقیقت کے باوجود یہ کہنا مناسب ہوگا کہ آپ نے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوران تفسیر ترجیحی بنیادوں پر نقل فرمایا ہے۔

3۔ تفسیر القرآن باقوال الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ابن عطیہ نے مباحث سیرت کے تحت دوران تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کو بھی بطور استشہاد اکثر مقامات پر پیش فرمایا جو اس امر کا غماز ہے کہ آپ روایات پر اعتماد کرتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کا تفسیر میں معتمد اور مستند ہونا اس لئے اہم ہے کہ آپ براہ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شاگردان رشید تھے جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کی خبر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے صدمہ جانکاہ ثابت ہو رہی تھی ایسے نازک موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ نے انہیں ڈھارس بندھوائی تھی اس ضمن میں ابن عطیہ اس آیت { وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ }(37) کے تحت رقم فرماتے ہیں:'' وکان یقول: ابوبکر امیر الشاکرین وھذا عبارۃ من علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ''(38)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امیر الشاکرین ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر الشاکرین کہنے کا سبب یہ ہے کہ اس تکلیف دہ موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کے فہم وفراست سے معمور کلمات نے امت کو کسی فتنے سے دوچار ہونے سے محفوظ کر لیا۔ ابن عطیہ یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سانحہ ارتحال پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: { وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِىْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ (39)}

ترجمہ: اور تم پر جو اللہ کی نعمت ہے اس کو یاد کرو اور اس عہد کو جو اس نے پختگی کے ساتھ تم سے لیا

ابن عطیہ اس کی تفسیر میں تحریر پرداز ہیں:'' والمیثاق المذکور ھو وقع للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی

بیعات العقبۃ و بیعۃ الرضوان۔۔۔ھذا قول ابن عباس رضی اللہ عنہ"(40)

ترجمہ: اس آیت میں میثاق سے مراد وہ عہد ہے جو بیعت عقبہ اور رضوان کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیا یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے ابن عطیہ مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد جو ان کے نزدیک راجح ہو اس پر بحث کرتے ہیں جیسے مذکورہ بحث کے تحت حضرت مجاہد کا قول نقل کرنے کے بعد کہ اس سے مراد عالم ارواح کا میثاق ہے آپ رقم طراز ہیں: "والقول الاول ارجح وأليق بنمط الكلام"(41)

ترجمہ: پہلا قول کہ (اس سے مراد بیعت عقبہ و رضوان کا عہد ہے) ظاہر کلام کے مطابق زیادہ راجح اور درست ہے اور ابن عطیہ کا یہ موقف قرین صواب نظر آتا ہے۔ علاوہ ازیں "دیگر متعدد مقامات پر ابن عطیہ نے مباحث سیرت کے تحت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال نقل فرمائے ہیں"(42)

خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ ابن عطیہ کی تفسیر کے بنظر غائر مطالعہ سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ آپ کی تفسیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال سے معمور ہے جو اس کے مقام و مرتبہ کو بلند کرتا ہے۔

4۔ تفسیر القرآن باقوال التابعین رحمۃ اللہ علیہم

ابن عطیہ نے دوران تفسیر کئی مقامات پر تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال کو بطور استدلال رقم فرمایا ہے۔ اقوال کو پیش کرتے وقت ان کا تجزیہ بھی کرتے ہیں اور جو ان کے نزدیک درست ہو اسے ترجیح بھی دیتے ہیں اور بسا اوقات ترجیح کا تذکرہ کئے بغیر مختلف اقوال ذکر دیتے ہیں سریہ عبداللہ بن جحش کی مناسبت سے آپ نے مختلف اقوال کو زیر بحث لایا ہے اور بعدازاں ایک قول کو ضعیف قرار دیا ہے آپ نقل فرماتے ہیں: "وقال الزهری و مجاهد وغيرهما: {قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ (43)} منسوخ بقوله {وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً(44)} و بقوله {فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ(45)} وقال عطا لم تنسخ ولا ينبغی القتال فی الاشهر الحرم وهذا ضعيف"(46)

ترجمہ: زہری اور مجاہد کا قول ہے کہ یہ آیت اے (حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرمادیں کہ اس ماہ میں قتال بڑا گناہ ہے منسوخ ہے۔ اس فرمان الٰہی کے ساتھ کہ تم تمام مشرکین سے قتال کرو اور جب کہ عطاء کا قول ہے کہ یہ منسوخ نہیں ہے اور کافروں کے ساتھ حرمت کے مہینوں میں جنگ نہیں کرنی چاہیے (ابن عطیہ کہتے ہیں) کہ یہ قول ضعیف ہے گویا ابن عطیہ کے نزدیک منسوخ ہونے کا قول صحیح ہے اور آپ جن آیات کے پیش نظر حرمت کے مہینوں میں بھی قتال کو جائز قرار دے رہے ہیں ان میں عموم ہے اور

عام خاص کو بالاتفاق منسوخ نہیں کر سکتا"(47)

یعنی یہ آیت "قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ" ماہ حرمت میں قتال کے لئے خاص ہے لہٰذا اس کو ان آیات کے ذریعے جن میں عموم ہے منسوخ نہیں کیا جا سکتا گویا ابن عطیہ کا عطاء کے قول کو ضعیف قرار دینا درست نہیں ہے جیسے ابوحیان نقل

کرتے ہیں: ”جمہور اس پر متفق ہیں کہ اس آیت میں حرمت کے مہینوں میں قتال کی حرمت کا حکم ہے“(48)

تفسیر کے ”دیگر مقامات اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ دوران تفسیر تابعین کے اقوال سے استفادہ کرتے ہیں“(49)

نتیجہ بحث یہ ہے کہ تفسیر مذکور مباحث سیرت کے تحت تابعین کے اقوال سے بھرپور ہے جس میں آپ تجزیہ کرتے ہوئے صحیح اور ضعیف کا حکم بھی لگاتے ہیں جو اگرچہ قابل بحث ہوتے ہیں مگر اس حقیقت کے باوجود یہ امر خوش آئند ہے کہ آپ تفسیر کو مستند بنانے کی غرض سے تابعین کے اقوال کو ذکر کرنے کی مساعی جمیلہ کرتے ہیں۔

5۔ علم القراءات اور مباحث سیرت

علم القراءات اس پر بحث کرتا ہے کہ قرآن مجید کے کلمات کی ادائیگی کس طریقے سے کرنی ہے اور قراء حضرات کے مابین اس کی ادائیگی میں اتفاق ہو یا اختلاف اس کو بیان کرتا ہے قراءات سے بھی معانی کا تعین ہوتا ہے اس لئے ابن عطیہ کہتے ہیں کہ ”میں نے اپنی تفسیر میں عام قراءات جو مستعمل ہیں یا شاذ(50) ہیں ان کو نقل کرنے کا ارادہ کیا ہے اور الفاظ کے جتنے معانی کا احتمال ہو سکتا تھا اسے تحریر فرمایا ہے“(51) اس لئے ابن عطیہ سیرت طیبہ کے کسی پہلو پر روشنی ڈالتے وقت قراءات سے متعلقہ پہلوؤں کو بھی زیر تحقیق لاتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ(52)} کے تحت ”انفسکم“ کی قراءات پر یوں بحث کرتے ہیں۔ ”مِنْ اَنْفَسِکُمْ“ بفتح الفاء من النفاسة و رویت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم“(53)۔ ”فا“ کے فتحہ سے بھی قراءات حضور علیہ السلام سے مروی ہے جس کا معنی ہے نفاست یعنی تم میں نفیس ترین انسان۔ ابن عطیہ نے اس کی معروف قراءات نقل کرنے کے بعد یہ قراءات بھی نقل کی ہے جو کہ شاذ ہے(54)۔ قرآن مجید کی اس آیت مقدسہ {اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا(55)} میں ”بِالْعُدْوَةِ“ کی تین قراءات کو بیان فرمایا ہے ”عین کے فتحہ کے ساتھ جو کہ جمہور کی قراءات ہے اور عین کے فتحہ اور کسرہ کی بھی قراءات نقل کی ہے“(56)۔ بعض اوقات قراء حضرات کے اسماء کو بھی بیان کرتے ہیں جیسے ”رویت ھذا القرأۃ عن عاصم“(57) اور اگر قراء سبعہ کسی قراءات پر متفق ہوں تو اس پر روشنی ایسے ڈالتے ہیں ”و قراء جمیع السبعۃ الاحمزۃ“(58)۔ اسی طرح ایک اور مقام پر نقل کرتے ہیں: ”{ظَاهَرُوْهُمْ(59)}“ معناہ عاونوھم و قراء عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) آزروھم و ھی بمعنی ظاھروھم“(60)۔ ”ظَاهَرُوْهُمْ“ جس کا معنی ہے انہوں نے مدد کی کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ”آزروھم“ پڑھا ہے۔

علاوہ ازیں تفسیر کے دیگر کئی مقامات اس حقیقت کا آئینہ دار ہیں کہ آپ نے دوران تفسیر قراءات پر عمدہ بحثیں کی ہیں جہاں آپ نے متواتر، شاذ یا پھر جمہور کا موقف ہے کی توضیح کر دی تو یہ امر لائق آفرین ہے مگر جہاں مختلف قراءات کا تذکرہ کریں اور اس کے مقام کی تحقیق سے آگاہی نہ بخشیں کہ یہ متواتر ہے یا شاذ تو یہ بات کئی طرح کے علمی مغالطوں کو جنم دے سکتی ہے تو گویا تفسیر کا یہ پہلو لائق تحقیق ہے۔

6۔اسباب نزول اور مباحث سیرت

قرآن مجید کی وہ آیت جو کسی خاص واقعہ اور حادثہ کے پیش نظر اتری ہو یا کسی سوال کی بابت تو یہ سب اس کا سبب نزول کہلائے گا ابن عاشور فرماتے ہیں: ''سبب نزول وہ ہے جس میں کسی خاص آیت یا آیات کے نزول کے بارے کوئی حادثہ واقع ہو یا پھر وہ اس کے موضوع کے دنوں کی حکمتوں کو بیان کرنے والا ہو''(61)

ابن عطیہ نے جہاں وقائع سیرت کو بیان فرمایا ہے اس کے تحت اسباب نزول پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس میں آپ نے مستند اور غیر مستند مواد ملحوظ خاطر نہیں رکھا اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے: {سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الرُّعْبَ(62)}

ترجمہ: ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رب ڈال دیں گے

اس کا سبب نزول ابن عطیہ یہ نقل کرتے ہیں ''کہ غزوہ احد سے کفار مکہ کا لوٹ جانے کے بعد دوبارہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا''(63) اس آیت کے تحت ابن عطیہ کا نقل کردہ سبب نزول صحیح ہے اور سبب نزول کے بیان سے واقعات کا تجزیہ کرنا سہل ہو جاتا ہے۔ابن عطیہ ایک آیت کے مختلف اسباب نزول بھی ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: {وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا(64)}

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردہ نہ سمجھو

اس کے مختلف اسباب نزول نقل کرنے کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں ''اس سلسلہ میں بہت زیادہ احادیث اور مختلف روایات وارد ہوئی ہیں اور تمام روایات اس آیت کے معانی کے ساتھ مطابقت رکھنے کی وجہ سے جائز ہیں''(65)۔ابن عطیہ کا اس میں اُحد کی مناسبت سے بیان کردہ سبب نزول زیادہ درست ہے۔ابن عطیہ نے صحیح بخاری سے بھی سبب نزول بیان کیا ہے ''ووقع أن الآية فيهم في صحيح البخاري''(66) جو آپ کے مستند دلائل نقل کرنے کے ارادہ کو ظاہر کرتا ہے۔ تفسیر المحرر الوجیز کے متعدد صفحات اسباب نزول کے تذکروں سے مزین ہیں۔

نتیجہ تحقیق یہ ہے کہ ابن عطیہ نے مباحث سیرت کے ضمن میں اسباب نزول کو زیر بحث لایا ہے۔مختلف اسباب بیان کرتے وقت کسی وقت ترجیح کا قول کیا اور بعض اوقات مطلقاً نقل کر دیا۔کتب صحاح سے بھی روایات کو لیا اور آپ کے اس منہج سے مباحث سیرت کا مستند انداز میں قرطاس کی زینت بننا واضح ہوتا ہے اور اگرچہ آپ نے غیر مستند مواد کو بھی نقل کیا ہے۔سبب نزول کے ذکر سے آیت مقدسہ کی تاریخی اور زمانی حیثیت سے واقفیت ملتی ہے جو کہ قابل تحسین امر ہے۔

7۔ناسخ و منسوخ اور مباحث سیرت

قرآن مجید کی تفسیر کرتے وقت ناسخ و منسوخ کے علم کی معرفت ضروری ہے ایک مفسر کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس علم کے ادراک کے بغیر قرآن کی تفسیر کرے ابن عطیہ نے اسی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے دوران تفسیر جابجا اس کی

تعریف، اقسام، صحت کی شرائط اور دیگر پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے آپ نے اس آیت {مَانَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا[67]} کے تحت نسخ کا لغوی معنی ''النقل'' اور ''الازالة''[68] رقم فرمایا ہے اور بعدازاں یہود کے نسخ کو ناجائز کہنے پر ان کا علمی محاکمہ کیا ہے''[69]

ابن عطیہ نے اس ضمن میں یہ بحث بھی کی ہے کہ اخبار میں نسخ جائز نہیں ہے اور عام حکم سے تحصیص کرنا نسخ کی قسم سے نہیں ہے اور قرآن کا نسخ قرآن سے، سنت کا سنت سے اس پر سب کا اتفاق ہے اور اجل علماء کے نزدیک قرآن کا نسخ سنت سے بھی جائز ہے[70] اس آیت { فَاِنْ جَآئُ وْکَ فَاحْکُمْ بَیْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ[71] } ترجمہ: سو اگر وہ آپ کے پاس آئیں (تو آپ کو اختیار ہے) خواہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں خواہ ان سے اعراض فرمائیں کے تحت رقم طراز ہیں:

''اس میں اختیار (فیصلہ کرنے اور نہ کرنے) کا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے ''کہ آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے[72]۔ حضرت ابن عباس اور مجاہد کا قول ہے کہ سورۃ مائدہ سے دو آیتیں منسوخ ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے''[73]۔ ابن عطیہ نقد و جرح بھی کرتے ہیں ایسے قول پر جو آپ کے نزدیک درست نہ ہو جیسے اس آیت {وَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْئٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ[74]} کے منسوخ ہونے کے قول کو آپ ضعیف قرار دیتے ہیں

''وهذا القول ضعیف نص العلماء علی ضعفه''[75] ''وهذا لا یصح عندی۔۔۔لأنه خبر لا ینسخ ولأن شروط النسخ لیست هنا''[76]

گویا ابن عطیہ محض قول نقل کرنے پر اکتفا نہیں کرتے ان کا تجزیہ بھی کرتے ہیں اور اگر ممکن ہو سکے تو تطبیق کی بھی کوشش کرتے ہیں۔

نتیجہ تحقیق یہ ہے کہ ابن عطیہ ناسخ و منسوخ کے علم سے مباحث سیرت کے تحت استفادہ کرتے ہیں اور جمہور علماء کے موقف کی اقتداء کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ناسخ و منسوخ کو علمی انداز میں اپنی تفسیر میں درج کیا ہے۔

تفسیر ابی السعود میں مباحث سیرت کے اصول و مناہج

قاضی ابوالسعود محمد بن مصطفیٰ العمادی جہان علم کا وہ نیر تاباں ہیں جن کا علمی فیضان عصر حاضر میں بھی جاری و ساری ہے آپ کی شخصیت ہمہ جہت تھی۔ تفسیر، فقہ، ادب میں ایک نام و مقام رکھتے تھے منصب قضاء اور افتاء پر بھی براجمان رہے دیگر گوناگوں مصروفیات کے باوجود عدیم النظیر تفسیر ''ارشاد العقل السلیم'' تحریر فرمائی آپ کا پورا نام ''ابوالسعود محمد بن محمد مصطفیٰ العمادی الحنفی''[77] ہے آپ کی ولادت صحیح قول کے مطابق 898ھ[78] کو قسطنطنیہ[79] کے قریب ایک گاؤں میں ہوئی آپ علم و فضل والے خاندان کے چشم و چراغ تھے علمی اکتساب کا آغاز اپنے والد سے کیا[80]، تصنیفات و تالیفات، درس و تدریس اور قضاء و افتاء کے میادین میں اپنی خدمات پیش کیں۔ اس تمام کے باوجود آپ کی وجہ شہرت تفسیر

بنی۔

آپ کا انتقال پر ملال 982ھ کو ہوا اور قسطنطنیہ میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے([81])۔ قاضی ابو السعود کو جلالت علمی کے باعث ''شیخ الاسلام''، ''مفتی الانام'' اور ''خطیب المفسرین'' کے القابات سے نوازا گیا([82])۔ قاضی ابو السعود نے بلاغی اسرار و رموز اور سیاق قرآنی کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک بے مثال تفسیر تالیف کی جو نہ اتنی طویل ہے کہ مزاج میں اکتاہٹ پیدا کر دے اور نہ اتنی مختصر کہ مفہوم ہی نہ واضح ہو سکے اور ''تفسیر کے حشو و زائد سے پاک ہونے اور حسن تعبیر کی وجہ سے آپ کو خطیب المفسرین کہا جاتا ہے''([83])

''یہ تفسیر اپنے اسلوب بیان، حسن ادا اور تعبیر میں اپنا ثانی نہیں رکھتی ہے اور اس کے مولف نے قرآن مجید کی بلاغت کے اسرار و رموز کو اس پیرائے میں واضح کیا جس میں کوئی اور نہ کر سکا''([84])۔ آپ نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں تفسیر کشاف اور بیضاوی کے مناہج پر توصیفی کلمات نقل فرمائے کہ ان سے اعجاز القرآن کے وجوہ پر روشنی پڑتی ہے اور پھر آپ نے اہلسنت کے منہج پر ایسے اسلوب کے تحت تفسیر تحریر کی جو ''اسلوب بدیع اور نظم قرآنی کا لحاظ رکھتی ہو''([85])

خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ آپ نے قرآن مجید کی بلاغت اور نظم و سیاق پر ایسے عمدہ طریق سے روشنی ڈالی جو اپنی مثال آپ ہے تفسیر مذکور گراں قدر علمی لطائف سے معمور ہونے کی بدولت اہل علم کے ہاں مقبول و متداول ہے۔ زیر تحقیق مقالہ میں تفسیر کے مباحث سیرت کے حوالے سے منہج پر تحقیق کی جائے گی۔ تفسیر ابی السعود میں سیرت طیبہ کی مناسبت سے لائق تحقیق ابحاث موجود ہیں۔ قاضی ابو السعود نے روایات و آثار کو بیان کرنے کے علاوہ اسباب نزول، ناسخ و منسوخ اور قراءات کو بھی موضوع بحث بنایا ہے۔ سیرت کے مباحث کا انحصار روایات پر بھی ہوتا ہے اس لئے تفسیر بالماثور کی مانند آپ کی تفسیر میں روایات کا گراں قدر حصہ منقول ہے۔ کتب حدیث، تفسیر اور سیرت سے روایات کو نقل کرتے ہیں۔ وقائع سیرت کی تشریح کرتے وقت اشعار کو بھی نقل کرتے ہیں اس میں اہم بات یہ ہے کہ سیاق قرآنی کے تحت زیادہ تر بحث کرتے ہیں ذیل میں ان پہلوؤں پر تفصیلاً روشنی ڈالی جائے گی۔

1۔ تفسیر القرآن بالقرآن

تفسیر ابی السعود تفسیر بالرائے المحمود رجحان کی نمائندہ تفسیر ہونے کی مناسبت سے مشہور ہے تو اس کے اصول و منہج پر اس ترتیب سے بحث اس لئے ہے کہ اس مقالہ کا تعلق مباحث سیرت سے ہے جس میں نقلی دلائل بکثرت مذکور ہوتے ہیں اور امام ابو السعود نے اس منہج کو دوران تفسیر اپنایا ہے جس کی توضیح ذیل کی مثالوں سے ہوتی ہے اسی بنیاد پر تفسیر مذکور کے اصول و مناہج کو اس ترتیب سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ([86])}

ترجمہ: آپ فرما دیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت کے دعویدار ہو تو پس میری پیروی کرو

یہ کس جماعت سے مطالبہ کیا جا رہا ہے اور جو اللہ کے محبوب ہونے کی دعویدار ہے ایک قول کے مطابق وہ یہودیوں کی جماعت تھی امام ابو السعود اس کی تائید میں استدلال ایک دوسری آیت سے کرتے ہیں "روی انها نزلت لما قالت الیهود" {نَحْنُ اَبْنٰۤؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ(87)}(88) ترجمہ: روایت کیا گیا ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب یہود نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے (معاذ اللہ) اور محبوب ہیں { قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ} کی تفسیر کرتے ہوئے احاطہ تحریر میں لاتے ہیں۔ ایک اور مقام پر آیت مقدسہ کی تفسیر میں جس کا تعلق خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اس کی تفسیر میں قرآنی آیات کو ہی نقل کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: { فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا(89)}

ترجمہ: تو کیا حال ہو گا (ان نافرمانوں کا) جب ہم لے آئیں گے ہر امت سے ایک گواہ اور (اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم لے آئیں گے آپ کو ان سب پر اسکی تشریح میں قاضی ابو السعود نے دو آیات کو پیش فرمایا ہے: { وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ(90)} ترجمہ: اور تھا میں ان پر گواہ جب تک میں رہا ان میں

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام ہے جب کہ دوسری یہ آیت نقل فرمائی ہے: {لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا(91)} ترجمہ: تاکہ تم گواہ بنو لوگوں پر اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم پر گواہ ہوں

قاضی ابو السعود کا یہ منہج تفسیر القرآن بالقرآن کی تعریف میں آتا ہے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ قاضی ابو السعود نے مباحث سیرت کے ضمن میں آیات کی تفسیر کرتے وقت تفسیر القرآن بالقرآن کے منہج کو بھی مد نظر رکھا جو کہ سیرت طیبہ کے باب میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیوں کہ قرآن مجید سیرت طیبہ کا بنیادی مصدر ہے

2۔ تفسیر القرآن بالحدیث

قرآن مجید کی تفسیر میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثانوی مصدر کا درجہ رکھتی ہیں تفسیر ابی السعود میں آپ علیہ السلام کے فرمودات و معمولات کثیر تعداد میں بیان ہوئے ہیں۔ قاضی ابو السعود نے کتب صحاح پر اعتماد کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے بھی استفادہ کیا ہے۔ احادیث صحیحہ بکثرت منقول ہونے کے ساتھ ساتھ ضعیف روایات بھی کثیر تعداد میں نقل کی ہیں بلکہ سورتوں اور آیات کے فضائل میں زیادہ تر موضوع روایات تفسیر کشاف پر اعتماد کرتے ہوئے نقل فرمائی ہیں بسا اوقات ماخذ کا تذکرہ کرتے ہیں جب کہ زیادہ تر بلا حوالہ روایات کو ذکر کیا ہے کتب تفسیر اور سیرت سے بھی روایات کو پیش فرمایا ہے آپ اس آیت (92) کی تفسیر میں صحیح بخاری کی روایت کو ذکر کرتے ہیں: "حضرت براٗ بن عازب

رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلم مدینہ تشریف لانے کے بعد سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے پھر آپ کا رخ کعبہ کی طرف موڑا گیا"([93])

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: {وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ([94])}

ترجمہ: اور نہیں اللہ کی یہ شان کہ ضائع کر دے تمہارا ایمان

اس کا سبب نزول یہود کا یہ اعتراض تھا کہ تم نے اس سے پہلے جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے اس کا کیا ہوگا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی"([95])۔آپ نے یہ بات جامع الترمذی اور سنن ابی داؤد کے حوالے سے نقل کی ہے([96])۔آپ کے اس منہج کی درجنوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں کہ آپ نے کس قدر صحاح ستہ سے روایات کو لیا ہے یہ مقام اس بحث کی گنجائش نہیں رکھتا ماخذ کا حوالہ اس قدر ذکر کرتے ہیں" **وفی صحیح البخاری**"([97])" **وقد روی مسلم فی صحیحہ عن ابن مسعود مرفوعاً**"([98])" **ذکرہ البیہقی فی دلائل النبوۃ**"([99])

احادیث کو نقل کرنے کے بعد ان پر حکم نہیں لگاتے ہیں جو اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے نزدیک حدیث کی تحقیق و تخریج کوئی ضروری امر نہ تھا بلکہ تفسیر کا بلاغی پہلو زیادہ اہم تھا زیادہ تر روایات" **قولہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم**"" **وروی**" کے کلمات کے ساتھ کرتے ہیں سب سے زیادہ روایات تفسیر طبری سے لی ہیں اور کتب سیرت سے بھی مواد لیتے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ مصادر سیرت سے مواد تو لیتے ہیں مگر ان کا حوالہ بہت کم دیتے ہیں۔

المختصر تفسیر مذکور میں بکثرت روایات وارد ہوئی ہیں جن میں صحیح ضعیف حتی کہ کسی حد تک موضوع روایات بھی منقول ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استدلال واستشہاد تفسیر ابی السعود کی اہمیت کو چار چاند لگاتا ہے۔

3۔ تفسیر القرآن باقوال الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

قاضی ابوالسعود نے دوران تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال سے بھی استشہاد واستدلال کیا ہے جس سے تفسیر کا روایات وآثار سے بھی معمور ہونا ثابت ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِاللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا([100])} ترجمہ: اور جب آئی ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب (قرآن) جو تصدیق کرتی تھی اس کی جو ان کے پاس تھی اور وہ اس سے فتح مانگتے تھے کافروں پر

اس آیت کی تفسیر میں آپ رقم طراز ہیں:" **قال ابن عباس۔۔۔نزلت فی بنی قریظہ و النضیر کا نوا یستفتحون علی الاوس الخزرج برسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبل مبعثہ**"([101])

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت بنو قریظہ اور بنو نضیر (مدینہ المنورہ میں بسنے والے یہودی

قبائل) کی بابت نازل ہوئی وہ اوس و خزرج کے مقابلے میں آپ علیہ السلام کے توسل سے فتح مانگا کرتے تھے۔

تفاسیر بالماثورہ کی طرح تفسیر ابی السعود میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال موجود ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ(102)} ترجمہ: اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جزاء عطا کرے گا۔ اس آیت مقدسہ کے آغاز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کی خبر ہے {وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ(103)}

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (اللہ تعالیٰ) کے رسول ہیں اور آپ سے پہلے بھی رسول گزرے ہیں اس کے آخر میں فرمایا {وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ} تو گویا آپ علیہ السلام کے وصال کے بعد عملاً اس کا مظہر کون تھے قاضی ابو السعود تحریر پرداز ہیں:

"وعن علی رضی اللہ عنہ ابوبکر و اصحابہ رضی اللہ عنہم أنہ قال ابوبکر من الشاکرین"(104)

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب ہیں اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابوبکر شاکرین میں سے ہیں اسی طرح ایک اور مقام پر آپ نقل کرتے ہیں: **"قال عمر رضی اللہ عنہ: قد عرفنا ذلک الیوم و المکان الذی أنزلت فیہ علی النبی علیہ الصلوۃ و السلام"**(105)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور مکان کو جانتے ہیں جس میں یہ آیت {اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ(106)} نازل ہوئی اور اس آیت {وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ(107)} ترجمہ: اور تم پر اللہ کی جو نعمت ہے اس کو یاد کرو اور اس عہد کو جو اس نے پختگی کے ساتھ تم سے لیا۔ میں مذکور "میثاق" کی تفسیر کرتے ہوئے آپ رقم طراز ہیں: **"ھو المیثاق الواقع لیلۃ العقبۃ فی بیعۃ الرضوان"**(108) یہ وہ پختہ عہد ہے جو بیعت عقبہ کی رات اور بیعت رضوان کے وقت لیا گیا

قاضی ابوالسعود نے اس مقام پر صرف یہ قول نقل فرمایا ہے کسی صحابی کا حوالہ نہیں دیا جب کہ یہی عبارت "ابن عطیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے"(109)

خلاصہ بحث یہ ہے قاضی ابوالسعود نے متعدد مقامات پر وقائع سیرت کی مناسبت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کو ذکر کیا ہے جو کہ لائق تحسین پہلو ہے مگر یہ امر تشنہ طلب ہے کہ آپ حوالہ جات کا تذکرہ کم ہی کرتے ہیں اور اگر ایک سے زائد اقوال نقل کریں تو ان میں ترجیح و تطبیق کا قول نہیں کرتے ہیں

4۔ تفسیر القرآن باقوال التابعین رحمۃ اللہ علیہم

تفسیر ابی السعود میں مباحث سیرت کے ضمن میں تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال جابجا ملتے ہیں۔ اقوال نقل کرتے وقت ان کے مابین تجزیہ و تبصرہ پر کم ہی توجہ دیتے ہیں اسی طرح بہت کم ترجیح کا قول کرتے ہیں اور صحت و ضعف کا حکم بھی آپ کی تفسیر میں خال خال نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: {يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا(110)} ترجمہ: وہ اس سے قبل فتح مانگتے تھے کافروں پر۔ کے تحت آپ تابعین کا قول نقل کرتے ہیں: **"قال ابن عباس و قتادہ**

والسدی نزلت فی بنی قریظه و النضیر"(111)

حضرت ابن عباس، قتادہ اور السدی کا قول ہے کہ یہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے حوالے سے نازل ہوئی ہے ایک دوسرے مقام پر آپ رقم فرماتے ہیں: "**واکثر الاقاویل انها منسوخة بقوله تعالی**{فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَ جَدْ تُّمُوْهُمْ(112)}(113)

اکثر اقوال اس آیت { قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ(114) } کے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہونے کے ہیں پس تم مشرکین سے قتال کرو جہاں تم انہیں پاؤ۔ قاضی ابو السعود نے صرف "اکثر اقوال" لکھا ہے یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ تابعین کے ہیں یا کس کے جب کہ "ابن عطیہ نے ان کے اسماء بھی ذکر کیے ہیں اور وہ تابعین ہیں"(115)۔ علاوہ ازیں "تفسیر ابی السعود میں تابعین کے اقوال کئی جگہوں پر ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں"(116)۔ اگر کئی مقام پر سے یہ عبارات نظر آتی ہیں "قال القرطبی و الاول اصح"(117)" و الصحیح هو الاول"(118) تو یہ بحث مباحث سیرت کے تحت نہیں ہے۔

نتیجہ بحث یہی ہے کہ آپ نے دوران تفسیر اگرچہ تابعین کے اقوال سے استدلال کیا ہے مگر ان کی استنادی حیثیت پر کلام نہیں کی ہے لہٰذا تفسیر کا یہ پہلو لائق تحقیق ہے۔

5۔ بلاغت، نظم قرآنی اور مباحث سیرت

قاضی ابو السعود نے تفسیر کرتے وقت قرآن مجید کی بلاغت (119) کے اسرار و رموز اور نظم قرآنی (120) کی حکمتوں کو منصہ شہود پر لانے کی بھرپور سعی فرمائی ہے اسی بنیاد پر تفسیر ابی السعود کو تفسیر کشاف اور بیضاوی کے بعد ممتاز و منفرد مقام حاصل ہے۔ آپ نے مباحث سیرت کی توضیحات میں بلاغت اور نظم قرآنی کو صحیح معنوں میں مد نظر رکھا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: { وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ(121)}

ترجمہ: اور (جیسے وحی بھیجی) دوسرے رسولوں پر جن کا حال بیان کر دیا ہے ہم نے آپ سے اس سے پہلے

اس آیت میں "رسلاً" کے منصوب ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "**نصب بمضمر یدل علیه او حینا معطوف علیه داخل معه فی حکم التشبیه**"(122)

رسلاً کو نصب اس ضمیر کی وجہ سے دی گئی ہے جو "أو حینا" پر دلالت کرتی ہے اور اس کے ساتھ معطوف علیہ حکم التشبیہ (123) میں داخل ہو گا۔ اسی طرح ایک اور مقام پر تشبیہ کا فائدہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

"**لا بد أن یکون محقق الوقوع معلوم الحال عند المنذرین اذ به متحقق فائدة التشبیه**"(124)

جس عذاب سے ڈرائے جانے کی تشبیہ دی گئی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا وقوع پذیر ہونا یقینی ہو اور ڈرائے جاتے وقت حال معلوم ہو تب جا کر تشبیہ کا فائدہ ثابت ہوتا ہے آپ یہ بحث اس تناظر میں کرنا چاہتے ہیں کہ اس میں انذار کی شدت بنو قریظہ اور بنو نضیر کے لئے ہے۔ ایک آیت کی تفسیر کرتے ہوئے آپ تحریر کرتے ہیں: "**او علی اشعار تها**

لتمسکھم بالھدیٰ استعارۃ تبیعۃ"[125]۔ یا یہ ان کا ہدایت کے ساتھ تمسک کی بنا پر استعارۃ بات کی گئی ہے اور یہ استعارہ تبعیہ[126] ہے اسی طرح "استعارۃ تبعیہ" کی مثال ایک اور جگہ پر دی ہے[127]

غزوہ احد میں فرشتوں نے بالفعل جنگ میں حصہ نہ لیا اپنے اس موقف کی تائید میں قاضی ابو السعود نظم قرآنی سے استدلال کرتے ہیں " **فلایسا عدہ النظم الکریم**"[128]۔ نظم کے ساتھ ساتھ "سیاق و سباق" کی اصطلاحات بھی استعمال کرتے ہیں[129]

خلاصہ بحث یہ ہے کہ تفسیر ابی السعود قرآن مجید کے بلاغی و جمالی پہلوؤں کی توضیحات کا حسین مرقع ہے آپ نے بلاغت اور نظم قرآنی کے تحت افراط و تفریط کا شکار ہوئے بغیر اس موضوع پر قیمتی آراء کو پیش فرمایا ہے آپ کے اس منہج سے نصوص قرآن کی تفہیم آسان ہو جاتی ہے اور آیت کے لفظی و معنوی محاسن کو بیان کرنے سے مباحث سیرت کی نوعیت و کیفیت بھی واضح ہو جاتی ہے۔

6۔ علم القراءات اور مباحث سیرت

قرآن مجید کی تفسیر میں علم القراءات ایک اہم مقام رکھتا ہے کیوں کہ کلمات کی ادائیگی کا تعلق براہ راست معانی پر بھی پڑتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ[130]}

ترجمہ: بے شک تشریف لایا تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے۔ اس آیت میں "اَنْفُسِكُمْ" کو اگر "فا" کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے تو معنی ہو گا تمہارے خاندان میں سے اور اگر "فا" کے "فتحہ" کے ساتھ پڑھا جائے تو معنی ہو گا تم میں نفیس ترین انسان "فا" کے فتحہ کے ساتھ یہ غیر معروف اور شاذ قراءات ہے۔ قاضی ابو السعود نے دونوں قراءات نقل کی ہیں: "**من جنسکم عربی قریشی و قری بفتح الفاء أی أشرفکم و أفضلکم**"[131]

تمہاری جنس میں سے یعنی تمہارے مثل عربی اور قریشی ہیں اور اس کو "اَنْفُسِكُمْ" "فا" کے فتحہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے یعنی تم میں سب سے زیادہ شرف اور فضیلت والا۔ اسی طرح ایک اور مقام پر آپ قراءات کی بحث کرتے ہیں:

"**قری تلبسون بالتشدید و تلبسون بفتح البا أی تلبسون الحق مع الباطل**"[132]

تلبسون کو "با" کی شد اور "با" کے فتحہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے یعنی تم حق کو باطل کے ساتھ اگر شد کے ساتھ پڑھا جائے تو معنی ہو گا حق کو چھپانا اور فتحہ کے ساتھ ہو تو خلط ملط کرنا جزوی معنی کے فرق کے ساتھ بالآخر ایک ہی مفہوم نکلتا ہے کہ تم اہل کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کو جو تمہاری کتب میں مذکور ہیں کیونکر چھپاتے ہو اور خلط ملط کرتے ہو۔ دیگر اور مقامات بھی اس کے شاہد ہیں کہ آپ کس طرح "قراءات" کے مباحث کو زیر تحقیق لاتے ہیں[133]

خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ تفسیر ابی السعود میں علم قراءات کے متعلق لائق تحقیق ابحاث موجود ہیں مگر اس میں اہم بات یہ ہے کہ آپ دوران بحث متواتر یا جمہور امت کی قراءات کی عموماً وضاحت نہیں کرتے جو کہ علمی مغالطوں کو جنم دے سکتی ہے۔ مجموعی طور پر آپ نے اس باب میں کسی حد تک علمی اور فنی بحثیں کی ہیں۔

7۔اسباب نزول اور مباحث سیرت

جمہور مفسرین کرام نے تفاسیر تالیف کرتے وقت اسباب نزول کو بھی مد نظر رکھا ہے۔ قاضی ابوالسعود نے بھی اس علم کی اہمیت کے پیش نظر مباحث سیرت کی تفسیر میں اسباب نزول سے بھی استفادہ کیا ہے اسباب نزول کی وقائع سیرت کے ساتھ گہری مناسبت اور وابستگی اس بنیاد پر ہے کہ سیرت میں ترتیب زمانی کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے اور اسباب نزول سے زمان ومکان کا تعین بخوب ہوتا ہے۔ دیگر مفسرین کی طرح قاضی ابوالسعود نے بھی اسباب نزول کو ذکر کرتے وقت مستند اور غیر مستند مواد بلا تفریق نقل کیا ہے اور اس میں الامام الواحدی کی تصنیف "اسباب نزول" کا حوالہ جابجا ذکر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کتب صحاح اور دیگر حدیث کی کتب کے ساتھ ساتھ تفسیر طبری سے مواد بکثرت نقل فرمایا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: {لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْئٌ (134)} ترجمہ: نہیں ہے آپ کا اس معاملہ میں کوئی دخل۔ اس کا سبب نزول قاضی ابوالسعود نے غزوہ احد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زخمی ہونے کی وجہ سے جب آپ کے دہن مبارک سے خون بہہ رہا تھا تو اس وقت حضرت سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ کے چہرے سے خون کو دھوتے وقت یہ کہنے لگے کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہو گی جس نے اپنی نبی کے چہرے کو زخمی کر لیا تب یہ آیت نازل ہوئی"(135)۔ یہ سبب نزول مختلف الفاظ کے ساتھ صحیح بخاری و مسلم میں بھی منقول ہے(136) اور اس آیت { فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ(137)}

ترجمہ: وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء الخ

اس کے تحت مختلف اسباب نزول نقل فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ تھا کہ "ایک صحابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ دنیا میں جب آپ کی زیارت کا شوق ہوتا ہے تو آپ کے دیدار سے شرف یاب ہو جاتے ہیں آخرت میں یہ کیسے ممکن ہو گا آپ جنت کے اعلیٰ وارفع مقام پر جلوہ افروز ہوں گے تب یہ آیت نازل ہوئی"(138)

اسی بحث کے دوران آپ نے بعد ازاں یہ روایت بھی نقل کی "المرء مع من أحب"(139) پیش کردہ بحث اس امر کی غماز ہے کہ آپ صحیح روایات بھی نقل کرتے ہیں۔

نتیجہ بحث یہ ہے کہ آپ نے اسباب نزول کا بھی تذکرہ وقائع سیرت کے باب میں کیا ہے جس میں غیر مستند روایات کے ساتھ ساتھ بلاشبہ صحیح روایات کا بھی گراں قدر حصہ موجود ہے یہ چیز تفسیر کی علمی جہات کو گوناگوں بناتی ہے جو کہ لائق تحسین امر ہے۔

8۔ناسخ ومنسوخ اور مباحث سیرت

قرآن مجید کی تفسیر ناسخ ومنسوخ کی معرفت وادراک کے بغیر قدرے ناممکن ہے اسی بنیاد پر مفسرین کے لئے اس

علم کا جاننا لازمی گردانا گیا ہے۔ قاضی ابو السعود نے جمہور علماء کے طرز پر اس علم سے نہ صرف استدلال و استشہاد کیا ہے بلکہ اس کے جواز پر "دلائل بھی نقل فرمائے ہیں"(140) علاوہ ازیں "نسخ کی تعریف، اقسام اور شرائط پر بھی کلام کیا ہے"(141) عقلی توجیہات کے ذریعے بھی اس علم کے جواز کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ناسخ و منسوخ کا علم آپ کے نزدیک کس قدر اہم ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ(142)}

ترجمہ: پس (غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) معاف کرتے رہو اور در گزر کرتے رہو یہاں تک کہ بھیج دے اللہ اپنا حکم۔ اس کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: "وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما أنه منسوخ بآية السيف"(143)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت قتال کی آیت سے منسوخ ہے یعنی بنو قریظہ کو ان کی دی ہوئی تکالیف پر معاف کرنا اب یہ منسوخ ہے بلکہ اب ان سے لڑو۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

{فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ(144)}

ترجمہ: سو اگر وہ آپ کے پاس آئیں (تو آپ کو اختیار ہے) خواہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں خواہ ان سے اعراض فرمائیں۔ کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں:

" انه منسوخ وهو قول ابن عباس والحسن ومجاهد وعكرمة"(145)۔ اس کی ناسخ یہ آیت ہے {وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ(146)} ترجمہ: اور آپ ان کے درمیان اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کریں

دیگر کئی مقامات سے بھی یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ نے کس طرح مباحث سیرت کی تفسیر میں اس علم کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی(147)۔

خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ قاضی ابو السعود نے تفسیر میں ناسخ و منسوخ پر ضرورت کے تحت جمہور علماء کے موقف کے مطابق بحث کی ہے اگرچہ دیگر مفسرین کی مانند ان کا علمی محاکمہ اور تجزیہ کرنے پر زور نہیں دیتے۔

تفسیر المحرر الوجیز اور تفسیر أبی السعود کا تقابل

تفسیر المحرر الوجیز اور تفسیر ابی السعود مباحث سیرت سے معمور و لبریز ہیں دونوں کے اصول و مناہج زیادہ تر مشترک ہیں البتہ ابن عطیہ روایت و درایت کے اصولوں کی صحیح معنوں میں ترجمانی کی کوشش کرتے ہیں جب کہ قاضی ابو السعود درایت کے اصولوں میں تو کامل توجہ دیتے ہیں جب کہ روایت کے اصولوں کی مکمل پاسداری نہیں کرتے جیسے ابن عطیہ محدثانہ اسلوب کو اپناتے ہوئے ماخذ کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ اس پر صحت وضعف کا حکم بھی لگاتے ہیں اور زیادہ تر یہی کوشش کرتے ہیں کہ صحیح روایات نقل کی جائیں۔ ذیل میں اہم نکات کا تقابل کیا جائے گا اور تفصیل میں جائے بغیر مشترکات

و مفترقات کو منظر عام پر لایا جائے گا تفصیلی بحث گزشتہ صفحات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

1۔ ابن عطیہ نے اس آیت{ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ([148]) }کے تحت ایک اور آیت{رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ([149]) }بطور تفسیر پیش کی ہے جب کہ قاضی ابوالسعود نے اس مقام پر بطور تفسیر دوسری آیت نقل کی ہے اور یہ آیت {رَبَّنَا وَابْعَثْ }کو اس آیت {وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ ([150]) }کے تحت نقل کیا ہے اسی طرح ابن عطیہ نے اس آیت{ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ([151]) }کے تحت جو آیت اور بحث کی ہے قاضی ابوالسعود نے من و عن وہی بحث کرنے کے بعد عیسائیوں اور قریش کے دعوؤں کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ وہ بھی اسی قسم کے نعروں کے دعویدار تھے تفسیر القرآن بالقرآن کے منہج کے تحت دونوں کے تقابل سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ دونوں مفسرین اس کا لحاظ کرتے ہیں اور ابن عطیہ کا تناسب اس پہلو میں قاضی ابوالسعود کی نسبت زیادہ ہے۔ تفصیلات گزشتہ صفحات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

2۔ قرآن مجید کی تفسیر کا دوسرا اصول تفسیر القرآن بالحدیث ہے۔ تفسیر المحرر الوجیز میں اس منہج پر بحثیں تفسیر ابی السعود کی نسبت زیادہ علمی انداز میں کی گئی ہیں ابن عطیہ بھی اگرچہ مباحث سیرت کے تحت احادیث کو زیادہ تر بلاحوالہ و تخریج نقل کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ بعض مقامات پر تخریج بھی کی ہے اور حدیث کی صحت و ضعف پر حکم بھی لگایا ہے جب کہ یہ انداز تفسیر ابی السعود میں تقریباً معدوم نظر آتا ہے۔ بلاشبہ دونوں تفاسیر میں صحیح و ضعیف دونوں طرح کی روایات مذکور ہیں ابن عطیہ نے بنسبت ابوالسعود صحیح روایات کو لانے کا زیادہ التزام کیا ہے۔ سورتوں اور آیات کے فضائل کے باب میں ابوالسعود نے تفسیر کشاف کے تتبع میں موضوع روایات بھی نقل کیں اور ابن عطیہ نے اگرچہ موضوع روایات بھی ذکر کی ہیں مگر وہ تفسیر کشاف وغیرہ کی پیروی میں نہیں کیا۔ اس حقیقت کے باوجود دونوں میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استدلال کا قیمتی خزانہ موجود ہے۔

3۔ تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ رضی اللہ عنہم کے تحت ابن عطیہ اور ابوالسعود نے مباحث سیرت کے ضمن میں اقوال نقل فرمائے ہیں۔ ابن عطیہ اقوال کو نقل کرتے ہوئے بسااوقات ان کے مابین تجزیہ، ترجیح اور تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ قاضی ابوالسعود اقوال تو نقل کرتے ہیں مگر ان کے مابین تجزیہ، تخریج اور تطبیق کا قول اکثر و بیشتر نہیں کرتے۔ بعض اوقات قاضی ابوالسعود صرف عبارت نقل کر دیتے ہیں جس سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ یہ ان کا کلام ہے جب کہ اسی عبارت کو ابن عطیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حوالہ دیتے ہوئے رقم کرتے ہیں جو کہ زیادہ مناسب عمل ہے۔ علاوہ ازیں دونوں تفاسیر مباحث سیرت کے تحت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سے معمور ہیں اور قاضی ابوالسعود ابن عطیہ کی نسبت حوالہ جات پر کم ہی توجہ دیتے ہیں۔

4۔ تفسیر القرآن باقوال التابعین اس اصول و منہج کا ابن عطیہ اور قاضی ابوالسعود دونوں نے لحاظ رکھا ہے

اور اس مقام پر ابن عطیہ کا طریقہ کار تفسیر القرآن باقوال الصحابہ رضی اللہ عنہم سے ملتا جلتا ہے جیسے وہاں اقوال کو نقل کرتے وقت جن امور کا خیال رکھتے ہیں وہ اس جگہ پر تقریباً ایسا ہی کرتے ہیں اسی طرح قاضی ابوالسعود کا منہج بھی تفسیر القرآن باقوال الصحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ہے کہ ترجیح و تطبیق کا قول نہیں کرتے اکثر و بیشتر بلا حوالہ نقل کرتے ہیں جب کہ ابن عطیہ کا منہج اس اصول کی عملداری میں زیادہ علمی ہے۔

5۔ علاوہ ازیں تفسیر ابی السعود کا طرہ امتیاز بلاغت اور نظم قرآنی کے تحت معانی قرآن کے عقدے کھولنا بھی ہے اس پہلو میں ابن عطیہ نے اپنی تفسیر میں تقریباً کلام نہیں کیا جب کہ تفسیر ابی السعود ان مباحث سے ایسے لبریز و معمور ہے کہ یہی پہلو اس تفسیر کا وجہ شہرت بھی بنا ہے۔ان مباحث سے جہاں اعجاز القرآن کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے وہاں قرآن مجید کی تفہیم کے متعدد چراغ روشن ہو جاتے ہیں آپ نے یہ بحثیں مباحث سیرت کے تحت بھی کی ہے اور نظم قرآنی کی روشنی میں ان کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

6۔ علم القراءات جو قرآن مجید کے کلمات کی ادائیگی سے بحث کرتا ہے تفسیر قرآن میں اس کی اہمیت بھی مسلمہ ہے۔ابن عطیہ اور ابوالسعود دونوں نے اس موضوع پر اہم بحثیں کی ہیں۔ابن عطیہ کا منہج اس باب میں زیادہ اہم ہے یہی وجہ ہے کہ قراءات پر بحث کے دوران آپ اس کے مرتبہ کی بھی نشاندہی کر دیتے ہیں کہ یہ متواتر ہے یا شاذ بعض اوقات اس طرح کی وضاحت نہیں فرماتے جب کہ قاضی ابوالسعود نے یہ انداز کم ہی اپنایا ہے کہ یہ متواتر ہے یا شاذ ہے البتہ بسا اوقات ائمہ قراءات کا تذکرہ کر دیتے ہیں تقریباً جن آیات کے تحت ابن عطیہ نے قراءات کی بحث کی ہوتی ہے ابوالسعود بھی اجمالاً یا تفصیلاً اس پر بحث ضرور کرتے ہیں۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ مجموعی طور پر دونوں تفاسیر میں مباحث سیرت کے تحت اس موضوع کی مناسبت سے لائق تحقیق مواد موجود ہے۔

7۔ قرآن مجید کی تفسیر کرتے وقت بعض اشکالات اسباب نزول کی مدد سے دور کئے جاتے ہیں اسی بنا پر تفسیر کے لئے اس علم کا جاننا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ تفسیر المحرر الوجیز اور تفسیر ابی السعود میں مباحث سیرت کے ضمن میں اسباب نزول سے بھی استفادہ کیا گیا ہے اگرچہ دونوں تفاسیر میں مستند اور غیر مستند ہر دو طرح کی روایات منقول ہوئی ہیں۔ ابن عطیہ نے کسی وقت ترجیح کا قول کیا ہے اور کسی وقت نہیں کیا ہے۔ قاضی ابوالسعود نے اس مقام پر بھی اگر مختلف اقوال نقل کئے ہیں تو ترجیح اور تجزیہ اسے درخو اعتناء نہیں سمجھا ہے۔البتہ دونوں نے کتب صحاح سے بھی روایات کو لیا ہے۔

8۔ ناسخ و منسوخ کا علم بھی تفسیر قرآن کے لئے اہمیتوں کا حامل ہے۔ابن عطیہ اور قاضی ابوالسعود نے نہ صرف اس علم کی روشنی میں قرآن مجید کی تفسیر کی ہے بلکہ اس کے جواز پر نقلی و عقلی دلائل بھی پیش فرمائے ہیں اور دونوں نے اس باب میں جمہور علماء کے نقطہ نظر کو مد نظر رکھا ہے صرف قاضی ابوالسعود کے یہاں تجزیہ اور علمی محاکمہ کم دکھائی دیتا ہے۔المختصر دونوں حضرات نے اس موضوع پر حسب ضرورت فنی بحثیں کی ہیں۔

نتائج بحث

1۔ تفسیر المحرر الوجیز روایت ودرایت کے اصولوں کا حسین امتزاج ہے۔

2۔ تفسیر بالماثور رجحان کی نمائندہ تفسیر ہونے کی وجہ سے ''المحرر الوجیز'' میں روایات اور نقلی دلائل کو تقدم کا درجہ حاصل ہے۔

3۔ ابن عطیہ نے بعض مقامات پر مختلف اقوال کے مابین نقد و جرح اور ترجیح و تجزیہ کو علمی انداز سے پیش فرمایا ہے۔

4۔ تفسیر أبي السعود اگرچہ قرآن مجید کے بلاغی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کا شہرہ رکھتی ہے مگر مباحث سیرت کے تحت نقلی دلائل بھی کافی حد تک تفسیر میں مرقوم ہیں۔

5۔ تفسیر أبي السعود میں مباحث سیرت کے اصول و مناہج جزوی فرق کے ساتھ تفسیر المحرر الوجیز سے زیادہ تر مماثلت رکھتے ہیں۔

6۔ ابن عطیہ زیادہ تر محدثانہ اسلوب کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ ابوالسعود ایسے مواقع پر بسا اوقات قرآنی سیاق اور نظر و استدلال کو مد نظر رکھتے ہیں۔

7۔ مباحث قراءات میں اس امر کی تحقیق کی ضرورت ہے جس سے ان کا مرتبہ متواتر، مشہور یا شاذ کی وضاحت ہو سکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1۔ ابن فرحون، ابراہیم بن علی المالکی، الدیباج المذهب فی معرفة أعیان المذاهب، تحقیق: محمد الاحمدی (القاہرۃ: مکتبۃ دار التراث، س ط ندارد) 57/2

Ibn Farhoon al Maliki,**A**l Debaj ul Mazhab fi M'arfat A'yan al Muzahib, 2/57

2۔ الصفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک، الوافی بالوفیات، تحقیق: احمد الارناؤط (بیروت: داراحیاء التراث العربی، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۰ھ) 40/18

Al-Safadi,Salahudin Khalil bin Aibak, Al Wafi Bilwafayat,18/40

3۔ غرناطہ اندلس کے شہروں میں سے ایک قدیم شہر ہے جو قرطبہ شہر سے تینتیس فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے (الحموی، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان (بیروت: دار صادر 1397ھ)، 195/4

One of the ancient city of al-Andlus.

.

Al-Hamwi,Yaqoot bin Abdullah, Mojamul Buldan, 195/4

4۔ ابن فرحون المالکی، الدیباج المذهب، 57/2

Ibn Farhùn Al-Maliki, Al-Debaj al-Mazhab, 2/57

5۔ ابن عطیہ، ابو محمد عبدالحق بن غالب، المحرر الوجیز، تحقیق: الرحالی الفاروق (الدوحۃ: مؤسسۃ دار العلم، ط 1)، 5/1

Ibn-e-Atiyah, Abu Muhammad Abdul Haq bin Ghalib, Al- Muharrar al-Wajiz, 1/5

6۔ ایضاً، 7/1، 5

Ibid,1/7,5

7۔ المریۃ، اندلس کے بڑے شہروں میں سے ایک شہر جو کہ تجارتی مرکز کے طور پر بھی مشہور تھا (الحموی، معجم البلدان، 119/5)

One of the famous city of al-Andlus which was known as business center of the state.
Al-Hamwi, Mojamul Buldan, 5/119

8۔ لورقۃ لام کے پیش کے ساتھ اندلس کا وہ تاریخی شہر جس میں مضبوط قلعے ہیں (الحموی، معجم البلدان، 25/5)

Lowarqa, one of the historical city of the Andlus.
Al-Hamwi, Mojamul Buldan, 5/25

9۔ ابن فرحون، الدیباج، 58/2

Ibn Farhoon, Al-Debaj,2/58

10۔ الصفدی، الوافی بالوفیات، 41/18

Al-Safadi,Al wafi Bilwafayat,18/41

11۔ ابن خلدون، عبدالرحمن، مقدمۃ ابن خلدون (بیروت: دار الفکر 1421ھ)، 555/1

Ibn-e- Khaldun, Abdul Rahman,Muqaddimah ibn-e-Khaldun,1/555

12۔ البقرہ: 151

Al Baqarah:151

13۔ ایضاً: 129

Ibid:129

14۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 226/1

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 1/226

15۔ ابوحیان، محمد بن یوسف، البحر المحیط (بیروت: دارالفکر 1432ھ---1983م)، 617/1

Abu Hayan, Muhammad bin Yousaf,Al Bahr u Muheet,1/617

16۔ آل عمران: 31

Al Imran:31

17۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 422/1

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 1/422

18۔ المائدۃ: 18

Al Ma'idah:18

19۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 422/1

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 1/422

20۔ دیکھئے۔ ایضاً، 11/3، 13/، 15، 81/4، 225، 446، 496

See, Ibid, 3/11, 15/13, 4/81, 225,446, 496

21۔ المائدۃ: 5

Al Ma'idah:5

22۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 208/2

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 2/208

23۔ ابن تیمیہ، عبدالحلیم، مقدمۃ فی اصول التفسیر، مترجم، عبدالرزاق (لاہور: المکتبۃ السلفیۃ، سن ندارد)، ص46

Ibn-e-Taymiyyah, Abdul Haleem, Muqaddimah fi Usool al Tafseer.Page46

24۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 209/2

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 2/209

25۔ ایضاً، 209/1، /۔ القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینۃ، ح1374

Ibid, 209/1, Al Qushayri, Muslim bin Hajaj, Al Jamah,Kitaab Al Haj, Hadith 1374

26۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب جزاء الصید، باب لایحل انفال مکۃ، ح1834

Al Bukhari, Al Jamah al Sahih, Kitaab Al Jaza Al Seed, Hadith 1834

27۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 209/1

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 1/209

28۔ ایضاً، 22/2، /۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الحدود، باب حد الزنی، ح1690

Ibid,22/2, Muslim, Al Jama-ah Al Sahih, Kitaab Al Hadood, Hadith 1690

29۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 530/3

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 3/530

30۔ ایضاً، 236/3، 3

Ibid, 3/236,3

31۔ ایضاً، 373

Ibid,373

32۔ ایضاً،531

Ibid,531

33۔ ایضاً،390

Ibid,390

34۔ ایضاً،5/198

Ibid,5/198

35۔ دیکھیے۔ابن عطیہ،المحرر الوجیز،3/5،44،342،4/27،33،3/39،116،337،533

See, Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 3/5, 44, 342, 4/27, 33, 3/39, 116, 337, 533

36۔ ایضاً،2/153،507،519،3/81،144

Ibid, 2/153, 507, 519, 3/81, 144

37۔ آل عمران:144

Ale- Imran:144

38۔ ابن عطیہ،المحرر الوجیز،1/517

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 1/517

39۔ المائدہ:7

Al Ma'idah:7

40۔ ابن عطیہ،المحرر الوجیز،2/165

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 2/165

41۔ ایضاً

Ibid

42۔ دیکھئے،ابن عطیہ،المحرر الوجیز،2/210،527،3/4،65،93،4/113،303،530،5/34،346،444

See, Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz,2/210, 527, 3/4, 65, 93, 4/113, 303, 530, 5/34, 346, 444

43۔ البقرہ:217

Al Baqarah:217

44۔ التوبہ:36

Al Taubah:36

45۔ ایضاً:5

Ibid:5

46۔ ابن عطیہ،المحرر الوجیز،1/290

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 1/290

47۔ الاندلسی،ابو حیان،البحر المحیط،2/155

Al Undlasi, Abu Hayan, Al Bahr u Muheet, 2/155

48۔ ایضاً

Ibid

49۔ دیکھیے، ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 165/2، 167، 496، 60/3، 93، 380/4، 489، 119/5، 532

See, Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz,2/165, 167, 496, 3/60, 93, 4/380, 489, 5/119, 532

50۔ شاذ وہ قراءات ہے جس میں متواتر کے تین ارکان میں سے کوئی رکن فوت ہو (ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ط ندارد)، 10/1

Ibn Al Jazri, Al Nashar fi-lqar'aat al Ashar,1/10

51۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 34/1

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 1/34

52۔ التوبہ:129

Al Taubah:129

53۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 100/3

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 3/100

54۔ ابن خالویہ، القراءات الشاذہ (القاہرہ: مکتبۃ المتنبی، س ن ط ندارد)، ص56

Ibn Khalowia, Page 56

55۔ الانفال:42

Al Anfal:42

56۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 532/2

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 2/532

57۔ ایضاً

Ibid

58۔ ایضاً

Ibid

59۔ الاحزاب:26

Al Ahzab:26

60۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 380/4

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 4/380

61۔ ابو شہبہ، محمد محمد، المدخل لدراسۃ القرآن الکریم (الریاض: دار اللواء، الطبعۃ الثالثۃ، 1407ھ)، ص132

Abu Shahbat, Muhammad, Muhammad,Page 132

62۔ آل عمران:151

Al Imran:151

63۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 523/1

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 1/523

64۔ آل عمران:169

Al Imran:169

65۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 541/1

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 1/541

66۔ ایضاً، 113/4،/۔البخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب خصمان اختصموا فی ربھم، ح4744
Ibid,113/4, Al Bukhari, Al Jamah al Sahih, Kitaab Al Tafseer, Hadith 4744

67۔ البقرہ:106

Al Baqarah:106

68۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 190/1

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 1/190

69۔ ایضاً، 191/1

Ibid, 1/191

70۔ ایضاً

Ibid

71۔ المائدۃ:42

Al Ma’idah:42

72۔ ایضاً:49

Ibid:49

73۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 194/2

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 2/194

74۔ الانفال:41

Al Anfal:41

75۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 529/2

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 2/529

76۔ ایضاً، 266/5

Ibid,5/266

77۔ ابن العماد، عبدالحی بن احمد، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب (دمشق: دار ابن کثیر، الطبعۃ الاولی، 1414ھ)، 584/10
Ibn Al Amad, Abdul Hai bin Ahmad,Shazarat, 10/584

78۔ ایضاً

Ibid

79۔ قسطنطنیہ عصر حاضر میں جسے استنبول کہتے ہیں اور جو خلافت عثمانیہ کا دارالحکومت ہے اور سلطان محمد فاتح نے 1453ھ میں اس کو فتح کیا تھا (الخالدی، تعریف الدارسین، دمشق: دار القلم، الطبعۃ الثالثۃ، 1429ھ، ص453)

Currently, Constantine is known as Istanbul which have been capital of Othman Caliphate and conquered by Sultan Muhammad Al-Fateh.
Al-Khalidi, Tahreef uldareseen, Page 453

80۔ ابن العماد، شذرات الذھب، 584/10

Ibn Al Amad, 10/584

81۔ ایضاً، 586

Ibid,586

82۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ط، ندارد)، 65/1

Haji Khalifa, Kashaf Zanoon,1/65

83۔ ایضاً

Ibid

84۔ الذہبی، محمد حسین، التفسیر والمفسرون، القاہرۃ: مکتبۃ وہبۃ، س ط ندارد، 247/1

Al Zahbi, Muhammad Hussain,Altafseer, 1/247

85۔ ابوالسعود، محمد بن محمد مصطفیٰ العمادی، ارشاد العقل السلیم، تحقیق: محمد بن علی جیلانی (القاہرہ: المکتبۃ التوفیقیۃ، الطبعۃ الاولیٰ، 2013)، 9/1،/۔الذہبی،

التفسیر والمفسرون، 248/1

Abu Al Saud, Muhammad Bin Muhammad Mustafa Al Amadi,Irshad ul Aqal Alsaleem,9/1, Al Zahbi, 1/248

86۔ آل عمران: 31

Ale- Imran:31

87۔ المائدۃ: 18

Al Ma'idah:18

88۔ ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 422/1

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 1/422

89۔ النساء: 41

Al Nisa:41

90۔ المائدۃ: 117

Al Ma'idah:117

91۔ البقرۃ: 143

Al Baqarah:143

92۔ ایضاً: 144

Ibid,144

93۔ ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 253/1،/۔البخاری، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب سیقول السفھاء، ح4486

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 253/1, Al Bukhari, Al Jamah al Sahih, Kitaab Al Tafseer, Hadith 4486

94۔ البقرۃ: 143

Al Baqarah:143

95۔ ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 252/1

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 252/1

96۔ الترمذی، الجامع الصحیح، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادہ الایمان، ح4680

Al Tirmizi, Al Jamah al Sahih, Hadith 4680

97۔ ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 226/2

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 2/226

98۔ ایضاً، 457/6

Ibid,6/457

[99] ۔ ایضاً، 232/1

Ibid,1/232

[100] ۔ البقرۃ:14

Al Baqarah:14

[101] ۔ ابو السعود، ارشاد العقل السلیم، 189/1

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 1/189

[102] ۔ آل عمران: 144

Al Imran:144

[103] ۔ ایضاً

Ibid

[104] ۔ ابو السعود، ارشاد العقل السلیم، 51/2

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 2/51

[105] ۔ ایضاً، 283/2

Ibid,2/283

[106] ۔ المائدۃ:3

Al Ma'idah:3

[107] ۔ ایضاً:7

Ibid:7

[108] ۔ ابو السعود، ارشاد العقل السلیم، 289/2

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 2/289

[109] ۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 165/2

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 2/165

[110] ۔ البقرۃ:89

Al Baqarah:89

[111] ۔ ابو السعود، ارشاد العقل السلیم، 189/1

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 1/189

[112] ۔ التوبۃ:05

Al Toubah:5

[113] ۔ ابو السعود، ارشاد العقل السلیم، 309/1

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 1/309

[114] ۔ البقرۃ:217

Al Baqarah:217

[115] ۔ ابن عطیہ، المحرر الوجیز، 290/1

Ibn-e-Atiyah, Al- Muharrar al-Wajiz, 1/290

[116] ۔ دیکھیے، ابو السعود، ارشاد العقل السلیم، 220/1، 225، 27/2، 480، 410/3، 67/4، 136

See, Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 1/220, 225, 2/27, 480,

3/410, 4/67, 136

117- ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 283/6، القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، 64/21

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 283/6,Al, Qartabi, 21/64

118- ایضاً، 475

Ibid,475

119- بلاغت سے مراد مقتضائے حال کے مطابق کلام کرنا ہے اور حال سے مراد وہ امر ہے جو کسی خاص وجہ سے فصاحت کلام کا داعی ہو (الجرجانی، التعریفات، ص43)

Al Jarjani, Moajam Al Tareefat, Page 43

120- نظم قرآنی: لغت میں نظم سے مراد موتیوں کا ہار میں پرونا ہے اور اصطلاح میں کلمات اور جملوں میں ایسا جوڑ پیدا کرنا ہے جو عقلی تقاضوں کے مطابق دلالت اور معانی میں مناسبت اور ربط پیدا کرے (الجرجانی، معجم التعریفات، ص23) اور نظم قرآنی سے مراد آیات اور سورتوں کا باہمی ربط و تعلق ہے.

Al Jurjani, M’ojam Al-Tareefat, Page 23

121- النساء:164

Al Nisa:164

122- ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 263/2

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 2/263

123- التشبیہ: ایک چیز کو مشترک وصف کی بناپر کسی دوسری چیز کے مانند قرار دینا (الجرجانی، معجم التعریفات، ص52)

Al Jarjani, Moajam Al Tareefat, Page 52

124- ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 35/4

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 4/35

125- ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 58/1

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 1/58

126- استعارہ تبعیہ سے مراد فعل کا اپنے مصدر کے معنی کے علاوہ کسی اور معنی میں تشبیہ کے طریق پر استعمال ہونا (الجرجانی، معجم التعریفات، ص20)

Al Jarjani, Moajam Al Tareefat, Page 20

127- ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 87/1

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 1/87

128- ایضاً، 36/2

Ibid,2/36

129- ایضاً

Ibid

130- التوبۃ:129

Al Toubah:129

131- ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 226/3

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 3/226

132- ایضاً، 454/1

Ibid,1/454

[133] ۔ دیکھیے، ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 82/3، 108، 110، 197، 359، 406، 225/5، 232

See, Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 3/82, 108, 110, 197, 359, 406, 5/225, 232

[134] ۔ آل عمران: 128

Al Imran:128

[135] ۔ ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 36/2

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 2/36

[136] ۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، باب لبس البیضۃ، ح 2911/۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد و السیر، باب غزوہ أحد، ح 1791

Al Bukhari, Al Jamah al Sahih, Kitaab Al Jihad, Hadith 2911, Muslim, Al Jamah al Sahih, Kitaab Al Jihad, Hadith 2911, 1791

[137] ۔ النساء: 69

Al Nisa:69

[138] ۔ ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 190/2

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 2/190

[139] ۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب ماجآء فی قول الرجل، ح، 6167

Al Bukhari, Al Jamah al Sahih, Kitaab Al Adab, Hadith 6167

[140] ۔ ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 209/1

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 1/209

[141] ۔ ایضاً

Ibid

[142] ۔ البقرۃ: 109

Al Baqarah:109

[143] ۔ ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 213/1

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 1/213

[144] ۔ المائدۃ: 42

Al Ma'idah:42

[145] ۔ ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 325/2

Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 2/325

[146] ۔ المائدۃ: 49

Al Ma'idah:49

[147] ۔ دیکھیے، ابوالسعود، ارشاد العقل السلیم، 166/3، 185، 311، 97/4، 174، 465

See, Abu Al Saud, Irshad ul Aqal Al Saleem, 3/166, 185, 311, 4/97, 174, 465

[148] ۔ البقرۃ: 151

Al Baqarah:151

[149]۔ ایضاً:129

Ibid:129

[150]۔ ایضاً:124

Ibid:124

[151]۔ آل عمران:31

Ale- Imran:31